مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ ، فیصل آباد

انہدام بابری کے بعد

کشمیر میں حضرت عیسیٰؑ اور مری میں مریمؑ کی قبروں کا شوشہ اور کشمیر میں اسرائیلی کمانڈوز کی آمد' یہودی سازش کا حصہ

اسلام کے دور اول سے ہی یہود و نصاریٰ کی مشترکہ کوشش رہی ہے کہ امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے اور دین اسلام کی ہمہ گیر مقبولیت اور وسعت پذیری کے سد باب میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے' خاص طور سے مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح میں آباد یہودی قبائل نے اس دور کے عیسائی حکمرانوں کے ساتھ مل کر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو نقصان پہنچانے اور اسلام کا راستہ روکنے کے لئے جو جو خطرناک پروگرام بنائے اور گھناؤنی سازشیں کیں' تاریخی کتب کے اوراق ان سے بھرپور ہیں' امت مسلمہ کے خلاف یہود و نصاریٰ کے خوفناک منصوبوں اور ان کی اسلام دشمن شب و روز سرگرمیوں سے تنگ آ کر حکم الٰہی کے مطابق ایک سال کی مہلت کے بعد تمام غیر مسلموں کا حدود حرم میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا اور پھر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مجبوراً یہ اعلان کرنا پڑا کہ

اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب۔

"یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال باہر کیا جائے"

امت مسلمہ اور ممالک اسلامیہ کے خلاف ان یہود و نصاریٰ کے خطرناک منصوبوں اور گھناؤنی سازشوں کے سلسلے کی تازہ ترین کڑی سرزمین مقبوضہ کشمیر میں بھارتی دشمنان اسلام کے تعاون کے ساتھ اسرائیلی یہودی کمانڈوز کی آمد ہے' جن دنوں فرزند اسلام کی تاریخی بابری مسجد کو بھارتی اسلام دشمن ہندوؤں نے رام مندر کا فرضی استھان (مقام) قرار دے کر منہدم کر دیا تھا' اور اس ناجائز اقدام اور اپنی مقدس عبادت گاہ مسجد کو بچانے کی خاطر رکاوٹ بننے والے ہزاروں مسلمان خاک اور خون میں تڑپا دیئے گئے تھے' نیز گجرات' کاٹھیاواڑ کے علاقہ احمد آباد' سورت وغیرہ خوشحال اور معاشی طور پر ترقی پذیر مسلمانوں کو زندہ جلا کر بھسم کر دینے اور ان کے تجارتی و صنعتی مراکز نذر آتش کر کے راکھ کا ڈھیر بنا دینے کے لرزہ خیز واقعات ہمہ گیر ہیں۔ ٹھیک انہی دنوں مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے مقدس مقام خانقاہ حضرت بل (سرینگر) کو حضرت مسیح عیسیٰؑ کی قبر اور پاکستان کے صحت افزا مقام مری کو حضرت مریمؑ کا مقبرہ قرار دینے کا شوشہ

چھوڑنا یہود و نصاریٰ کی گھناؤنی سازش اور اسی خطرناک منصوبے کا حصہ ہے جو فرنگیوں نے اپنے خود کاشتہ پودے فتنہ قادیانیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی معرفت یہ ڈھونگ رچایا تھا کہ سری نگر کے محلہ خانیار میں واقع خانقاہ نصیر الدین خانیاری کے احاطے میں حضرت عیسیٰ مدفون ہیں۔ برصغیر میں عیسائیوں کے دور حکومت میں یہ شوشہ اس لئے وضع کیا گیا تھا تاکہ اس کی بناء پر ایک صحت افزاء جنت نظیر مقام عیسائیوں کا ایک مقدس مقام قرار پائے اور یہودی ریاست اسرائیل کی طرح اس علاقے میں عیسائی ریاست معرض وجود میں لائی جاسکے۔

اس سلسلے کی قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ "عیسیٰ در کشمیر" کے زیر عنوان قادیانیوں کی طرف سے ایک کتابچہ بھی شائع کیا گیا تھا اور ۱۹۳۱ء میں جب ایک کشمیری سپاہی نے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے مسلمان سے قرآن مجید چھین کر زمین پر پٹخنے کے بعد اسے ٹھڈے مار کر ورق ورق کر کے سخت توہین کی تھی تو کشمیری مسلمان مشتعل ہو کر سراپا احتجاج بن گئے تھے۔ کشمیری مسلمانوں کا یہ احتجاج ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا' نہتے کشمیریوں پر مہاراجہ کے ظالم سپاہیوں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر کے خون کی ندیاں بہا دیں اور لاشے تڑپا دیئے تھے' کشمیر کی نازک صورتحال کے پیش نظر علامہ اقبال کی حسب ہدایت ایک کشمیر کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مرزا بشیر الدین محمود قادیانی بھی آ گھسے تھے۔

ان دنوں قادیانیوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈا مہم تیز تر ہوگئی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی مرحلے سے گزر کر زخمی حالت میں سفر اختیار کر کے خفیہ طریق سے سری نگر میں آ گئے تھے جنہیں "بعد الموت" یہاں دفن کر دیا گیا تھا' لہٰذا وفات مسیح کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ہیں' جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی سورۃ نساء میں فرمایا ہے

ماقتلوہ وما صلبوہ (۱۵۹) "مسیح عیسیٰ علیہ السلام کو نہ کسی نے قتل کیا اور نہ ہی انہیں صلیب پر لٹکایا گیا ہے بلکہ انہیں اللہ نے اپنی جانب اٹھالیا ہے۔"

نیز مختلف احادیث الرسول ﷺ میں بھی مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی بابت رفع الی السماء یعنی آسمان کی جانب اٹھائے جانے اور قرب قیامت کو دمشق میں ان کے نزول اور آمد کا تذکرہ موجود ہے اور پوری امت مسلمہ اس کی صداقت کا عقیدہ رکھتی ہے۔ بہرنوع علامہ اقبال کو چند ارباب فہم و فراست نے قادیانیوں کی مذہبی اور سیاسی ریشہ دوانیوں اور خفیہ سرگرمیوں سے آگاہ کیا تو علامہ صاحب نے کشمیر کمیٹی توڑ کر علیحدگی اختیار کر لی تھی' جہاں تک خطہ کشمیر سے متعلق بعض تاریخی کتب کے حوالہ جات کا تعلق ہے جن میں سے مشہور مورخ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کی تاریخ میں ایک بادشاہ زادہ "یوزاسف" کا حوالہ دیا گیا ہے' یہ اگر مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت ہوتی تو بادشاہ زادہ کس مناسبت سے لقب دیا گیا تھا؟ اسی طرح مورخ کشمیر محمد دین فوق اور کلیم اختر نے بھی اپنے مفصل مضامین میں ثابت کیا ہے کہ وادی کشمیر میں یوزاسف نامی یا عیسیٰ نامی مدفون کوئی بھی شخص مسیح عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نہیں ہے اور تاریخ حسن کا مصنف پیرزادہ حسن شاہ نے اہل تشیع کے عقیدے کے حوالے سے یوزاسف کو امام جعفر صادق کی اولاد میں سے قرار دیا ہے۔

اس طرح لکھنے والے قلم کے زور سے جو بھی جھوٹی کہانیاں وضع کرلیں اور افسانے تراش لیں حضرت مسیح عیسیٰ کی نہ وفات ثابت کرسکتے ہیں اور نہ ہی دمشق میں ان کے نزول سے قبل ان کا مدفن کشمیر یا کسی دوسرے مقام پر ثابت کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

باقی رہی پاکستان کے صحت افزاء مقام مری میں حضرت مریمؑ کی قبر کی نئی تحقیق کی بات تو محض مری نام سے مریمؑ مراد لینا اگر درست ہے تو امریکی ریاست ''میری لینڈ'' کی بابت ان کی کیا رائے ہے؟ جو پوری سرزمین ہی ''میری'' کے نام سے منسوب ہے اگر ہزاروں برس کی تحقیق کے بعد ایک عیسائی محققہ سفرزانی میری اولسن کا قلم مری پر آ کر رک سکتا ہے تو کچھ عرصے بعد یہ محققہ میری ہی مریم قرار پاسکتی ہے اور اس کی وصیت کے مطابق اس کا مدفن میری لینڈ کیوں نہیں قرار پاسکتا ہے۔

مجھے تو حیرت اس پر ہے کہ ایک جانب تو عیسائی محققین فخریہ انداز میں دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دین و مذہب اور کائنات کی علانیہ اور پوشیدہ ہر چیز کی بابت ایسی ایسی معلومات حاصل کرلی ہیں کہ دنیا میں کسی اور کو ان تک رسائی نہیں ہے اور دوسری جانب حال یہ ہے کہ انہیں دو ہزار سال گزرنے کے باوجود ابھی تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ان کے نبی و رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر کہاں واقع ہے؟ جو قوم اپنے نبی اور اس کے خاندان کی بابت صحیح معلومات نہیں رکھتی بلکہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو اسے دنیاوی اور سیاسی معاملات میں کوتاہ فکر و نظر نہ قرار دیا جائے تو اور کیا ہو؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

﴿بقیہ صفحہ ۳۶ سے﴾ میڈیکل وغیرہ وغیرہ) کے لحاظ سے بھی مختلف شعبہ ہائے زندگی کے اطوار و عرف سے واقفیت کو بھی شامل کرلیا جائے تو بات اور زیادہ دشوار اور پیچیدہ ہو جائے گی۔

کسی فرد واحد میں اتنے علوم وفنون اور معلومات کا جمع ہوسکنا ناممکنات سے ہے۔ قدیم فقہاء نے ماخذ کے لحاظ سے تجزی فی الاجتہاد' کے عنوان سے اس کا حل پیش کیا ہے یعنی ایک شخص ایک شعبہ (مثلاً تفسیر یا حدیث) میں اجتہاد کی اہلیت سے بہرہ ور ہے اور دوسرا شخص دوسرے شعبہ علم میں۔ تو یہ صورت جمہور فقہاء کے نزدیک قابل قبول ہے اور اگر تجزی فی الاجتہاد کو محل کے جس شعبہ میں اجتہاد کیا جارہا ہو) کے نقطہ نظر سے بھی تسلیم کرلیا جائے۔ تو معاملات میں توسع وتنوع کا دائرہ مزید وسیع ہو جائے گا اس طرح ایک ملک یا متعدد مسلم ممالک کے علماء وفقہاء کامل کر اجتماعی اجتہاد کر کے مسائل کا حل دریافت کرنا چنداں مشکل نہیں ہوگا۔ اس سے نہ صرف وقت کی اہم ترین ضرورت پوری ہوگی بلکہ یہ حضرات پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر کے پوری ملت ہی کے نہیں پوری انسانیت کے محسن قرار پائیں گے۔